سب آوازیں میری ہیں

احمد فراز

باذوق لوگوں کے لیے
ہماری کتابیں
خوبصورت کتابیں

تزئین و اہتمام اشاعت

خالد شریف

ضابطہ

ناشر : خالد شریف
تعداد : ایک ہزار
اشاعت : فروری ۸۸ء
مطبع : صوفی اکرام پرنٹرز۔ لاہور
ادارہ : ماورا پبلشرز۔ بہاولپور روڈ۔ لاہور
قیمت : چالیس روپے

عنوانات

۱۔ شاعر کا پرچم ، ۱
۲۔ ہماری ماؤں کو فراموش مت کرو ، ۵
۳۔ جلاوطن ، ۷
۴۔ آوازیں ، ۹
۵۔ شاعر اور گوریلا ، ۱۱
۶۔ آج جیل خانے میں ، ۱۸
۷۔ [illegible]
۸۔ آؤ نظمیں لکھیں ، ۲۹
۹۔ کیا میں غلط تھا؟ ، ۲۲
۱۰۔ غدار ، ۲۶
۱۱۔ پولیس مقابلہ ، ۲۸
۱۲۔ اور وہ گا رہے ہیں ، ۴۰
۱۳۔ پابجولاں ، ۴۲
۱۴۔ انتقام ، ۴۵
۱۵۔ عروسی ، ۴۷

۱۶- ایک اور دن ، ۵۰
۱۷- نفس ، ۵۶
۱۸- پھانسی ، ۶۰
۱۹- مجھے یاد کرنا ، ۶۶
۲۰- آس ، ۶۸
۲۱- میں انتظار کروں گا ، ۷۰
۲۲- کتبہ ، ۷۳
۲۳- ہم کون ہیں ، ۷۵
۲۴- اپنی زمین کے مستحق بیٹے ، ۷۹
۲۵- ہجرت کی نو ، ۸۲
۲۶- ر[illegible]
۲۷- اے یادِ وطن ، ۹۰
۲۸- سنڈیا ، ۹۳
۲۹- میری ہزاروں آوازیں ہیں ، ۹۶
۳۰- پسِ مرگ ، ۹۹
۳۱- ہم ملیں گے ، ۱۰۳
۳۲- جنگ کے بعد کا پہلا دن ، ۱۰۷
۳۳- لوگ کہتے ہیں ، ۱۱۰
۳۴- آزادی کے وارث ، ۱۱۲
۳۵- ناتمام مسافت ، ۱۱۵

حرفِ سادہ

یہ ان دنوں کی بات ہے جب فیض صاحب علامہ اقبال کے فارسی کلام کا منظوم اردو ترجمہ کر رہے تھے۔ فیض صاحب سے بے پناہ عقیدت کے باوجود کسی حد تک میں بے تکلف بھی تھا ایک روز میں نے ان سے عرض کیا: "آپ ان تراجم میں اپنا وقت کیوں صرف کر رہے ہیں۔ یہ کام تو دوسرے لوگ بھی انجام دے سکتے ہیں آپ کے بے شمار مداح اور عقیدت مند [illegible] کے منتظر رہتے ہیں عالم یہ ہے کہ ہر کوئی [illegible] سے آپ کا نیا شعر یا مصرع سُن لے تو بطور سوغات دوسرے شہروں اور دوستوں تک پہنچانے کے لئے بے قرار رہتا ہے۔" فیض صاحب نے ہمیشہ کی طرح مشفقانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا: "کیا تم پر کبھی شعر گوئی میں BARREN PERIOD نہیں گذرا۔ بانجھ پن کا ایسا وقت جو بعض اوقات مہینوں پر پھیل جاتا ہے۔" میں نے عرض کیا: "کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ طویل عرصے تک مصرع بھی نہیں کہا۔" بولے "تو پھر اس زمانے میں کچھ نہ کچھ تو کرتے رہنا چاہئے جنگ ہو نہ ہو سپاہی کو اپنے ہتھیار صیقل رکھنے چاہئیں۔"

'سب میری آوازیں ہیں' کے تراجم محض تخلیقی ہتھیاروں کو صیقل رکھنے کی غرض سے ہی نہیں کئے گئے بلکہ کچھ اور محرکات بھی تھے ایک وجہ تو یہ تھی کہ میں خود انہی حالات سے گذر رہا ہوں جن سے بیشتر افریقی جلاوطن شاعر دوچار ہیں اور اپنی سرزمین سے دور اپنے لوگوں کی انقلابی جدوجہد میں قلمی حوالے سے شریک ہیں دوسرا سبب یہ کہ پاکستان اور جنوبی افریقہ کے تاریخی اور سیاسی کوائف مختلف ہوتے ہوئے بھی کئی طرح کی مماثلت رکھتے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں سفید فام اقلیت نے جس ظلم اور [illegible]

سے مقامی سیاہ فام اکثریت کو انسانی توقیر اور حقوق سے محروم کر رکھا ہے اسی طرح پاکستان میں فوجی آمریت نے بھی اپنے ظالمانہ اور غاصبانہ رویّے سے اپنے ہی لوگوں کو محکوم بنا رکھا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ وہاں بندوق کی لبلبی پر گوری انگلیوں کی جنبش حریت پرستوں کے خون سے ہولی کھیل رہی ہے اور پاکستان میں جمہوریت پسند دانشوروں سیاسی کارکنوں صحافیوں اور طلباء کا لہو زمین کا رزق بن رہا ہے۔ غالباً یہی بنیادی وجہ ہے کہ افریقی شاعری کے موضوعات کی حیرت انگیز مماثلت کے سبب پاکستان کے حالات کی بھی عکاسی معلوم ہوتی ہے۔

یک مقصد یہ بھی پیش نظر تھا کہ جنوبی افریقہ کی نثری اور نظمی شاعری کو اردو طبقے سے بالعموم اور پاکستان کے ادیبوں شاعروں سے بالخصوص روشناس کرایا جائے۔ ساتھ ہی یہ احساس دلانا بھی مقصود ہے کہ جب خلق خدا ظلم اور استحصال کے خلاف نبرد آزما ہو اور لوگ اپنے حقوق کی بازیابی کیلئے جانیں تک قربان کر رہے ہوں تو لکھنے والوں پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اس تناظر میں اُن کا کیا کردار ہونا چاہیے؟

میں اپنی مختصر پیش لفظ کو افریقی ادیب کے اس جملہ پر ختم کرتا ہوں "صرف قیدی پرندہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیوں نغمہ سرا ہے۔"

احمد فراز
لندن

شاعر کا پرچم

وہ کہتے ہیں
باآبرو شاعری کرو
جن سے اُن کی سفاکیاں خوشنما لگیں
مکروہ منظر تصویر دکھائی دیں
غلیظ آنتیں روشنی کی لکیریں نظر آئیں
خون کو شراب
اور موت کو نیند سے تعبیر کرو
وہ شاعر سے پھولوں کے ہار مانگتے ہیں

Scanned by Meena@oneurdu.com

تاکہ ان کی گولیوں سے چھلنی ہونے والوں کی
قبریں سجائی جا سکیں
وہ لفظوں کے معطر گلدستے چاہتے ہیں
تاکہ تعفن پر خوشبو کی چادر ڈال دی جائے

وہ چاہتے ہیں
کہ لوگوں کے احتجاج کو
شعر کے منقش گنبدوں میں دفنا دیا جائے
اُن کی خواہش ہے
کہ انسانوں کی دردناک چیخوں پر
موسیقی کی تانیں حاوی ہو جائیں
اونچے سروں والے ساز بجائیں
جن میں
بے دردی سے قتل ہونے والوں کی کراہیں
دب جائیں

وہ چاہتے ہیں

کہ شاعر پنجرے میں بند ہو کر خوش نوائی کرے
عبادت گاہوں (کلیساؤں) میں گانے والوں کے
طائفہ کا خواجہ سرا بن جائے

اپنے غیض و غصے کو
چاندی کی چھنکتی ہوئی زنجیروں سے اسیر کر دے
ہم یہ سب نا قبول کرتے ہیں
ہمیں بد صورت ہونا گوارا
مگر
ہم آزادی سے قبروں کو کھود کر
لاشیں کھائیں گے
ہم سڑاند سے (خوشبوؤں کے) غلاف
نوچ پھینکیں گے
ہم اپنے شہیدوں کی انتڑیوں کو
اپنے پرچموں میں لپیٹیں گے

اگر ہم نے پھریرے ہی اٹھانے ہیں
تو پھر ان کا رنگ عنابی ہونا چاہیئے

David Evans
If Poets Must Have Flags

ہماری ماؤں کو فراموش مت کرو

ہماری ماؤں کو فراموش مت کرو
جو ایک متعین صبر کے ساتھ
ہمارا انتظار کر رہی ہیں
ہمارے آبا کو مت بھولو
جو جیلوں میں سڑ رہے ہیں
اور کانوں میں گھُل رہے ہیں
ہمارے بچوں کو اپنی یادوں سے دُور نہ رکھو
جن کے بدن

گلیوں میں دم توڑ رہے ہیں
اب انتقام کا ہاتھ بلند ہو چکا ہے

اور ہم
مزید یقین کے ساتھ
اعادہ کرتے ہیں
کہ افریقہ آزاد ہوگا
ہم اسے آزاد کرائیں گے

[illegible]
[illegible]

جلاوطنی

مجھے جلا وطن کہیں
خانہ بدوش سمجھیں
یا شوریدہ سر شاعر مانیں
(جو بھی کہیں)
میں ایک خاموش طبع اور مرنجاں مرنج انسان ہوں
اپنی غیر مرئی رفتار سے گامزن
اپنے منصوبوں میں مگن
غلامی کی حد تک خوش خلق

لیکن پھر بھی
کبھی کبھی ماتمی نوحے
میرے دل کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں
میری خاموش آنکھوں کے پیچھے
میرے سر میں
سائرن اور انسانی چیخوں کی آوازیں
گونجنے لگتی ہیں

آوازیں

پھر آوازیں آنی شروع ہو گئیں
رات گئے سائرن کی گونج
دروازوں پر ٹکوں کی دھمک
اور رگوں میں درد کی گوک
پھر آوازیں آنے لگیں

بے الفاظ

لامتناہی نوحہ

(جسے کوئی قیدی ہی سمجھ سکتا ہے)

مدھم سے تخیر کی سمت
دھیرے دھیرے بلند ہوتا جاتا ہے

میرے ہمزاد
ٹھنڈی بارش کی طرح
اپنے دکھ آہوں کی صورت میں اگلنے لگتے ہیں
دھماکوں کی گونج
ہڈیوں کے ٹوٹنے کی چٹخار
اور فوجی بوٹوں کی چاپ
پھر دبی آوازیں آنے لگیں

[illegible]
[illegible]

شاعر اور گوریلا

ایمسٹرڈیم میں تارک الوطن حریت پسند نہایت محتاط اور
خفیہ طور پر اکھٹے ہوتے ہیں: ایک گوریلا ایک شاعر ساتھی کا ہاتھ
تپاک سے اپنے ہاتھ میں لیتا ہے مفارقت زدہ لوگ جنہیں سیاسی
حالات نے ایک دوسرے سے جدا کر دیا تھا۔ ایک اجنبی ملک
میں دوبارہ یکجا ہوتے ہیں۔

پہلی آواز:- سوال یہ ہے کہ لوگ جو اپنی سرزمین
کی آزادی کے لئے بندوق اٹھاتے ہیں اور وہ جو پھولوں،
محبت یا جنگ ہی سے متعلق نظمیں لکھتے ہیں کیا وہ ایک ہی

خمیر رکھتے ہیں۔ یا وہ ساخت پرداخت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

دوسری آواز:۔ شاعر کا کام خواہ وہ جنگ کی حالت ہی کیوں نہ ہو قلمی کاوشوں تک محدود ہوتا ہے۔ ایسی جنگ جو شاعر کو نعرہ سازی پر نہ اکسائے ایک بے مقصد محاذ آرائی کے مترادف ہے۔

تیسری آواز:۔

تمام انسان شاعر ہوتے ہیں
تمام شاعر انسان ہوتے ہیں

ادھر دور کہیں خون آلودہ جھاڑی میں دو حریت پرست زخموں سے چور زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار ہیں ان میں سے ایک جب بمشکل سانس لیتا ہے تو درد کی تپش اس کے وجود کو یوں جھلسا دیتی ہے جیسے نیپام ارد گرد کے علاقے میں آگ بکھیر دیتا ہے۔ ایک ایسی آگ جسے فنا ہی بجھا سکتی ہے۔ اسی لئے وہ مرنا چاہتا ہے جتنی بھی جلدی ہو سکے لیکن مشکل یہ ہے

کہ اُسے اس جانکنی کے عذاب سے نہایت سست روی اور بے توقیری کے ساتھ گزرنا پڑے گا اس کے نوعمر ساتھی کو اپنے دوست کی جانکنی نہایت بے بسی سے دیکھنا پڑے گی۔

سنو خون اگلتے ہوئے منہ کی آواز

ساتھی: مجھے ختم کر دو۔ مجھے فوراً ختم کر دو

(اِدھر لندن کے ایک بلند بام فلیٹ میں ایک شاعر نے آخری الفاظ لکھ کر اپنی نظم کو تکمیل دے دی۔)

پہلی آواز:۔ یہ مجبوری ہے ہم جنگ لڑ رہے ہیں

دوسری آواز:۔ مگر ہم جنگ کیوں لڑ رہے ہیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے۔

تیسری آواز:۔ اور یہ بھی نہ بھولو

ایک مرتبہ پھر دم توڑتا ہوا حریت پرست اپنے ساتھی سے رحم کی سزا کا تقاضا کرتا ہے۔

مجھے ختم کر دو۔ ساتھی مجھے دشمنوں کے لئے زندہ مت چھوڑو۔

پہلی آواز :۔ ہم ایمسٹرڈیم، لندن اور نیویارک میں کیا کر رہے ہیں۔ ہمارے قلم یہاں محض سیاہی رو رہے ہیں جبکہ دوسروں کے جسم خون اُگل رہے ہیں۔ وہ زندگیاں قربان کر رہے ہیں اور ہم گفتگوؤں میں مصروف ہیں۔

یہاں محض الفاظ کی بوندا باندی
اور وہاں گولیوں کی مسلسل بارش

دوسری آواز :۔ لفظ کی برکتوں اور شعر کی تہذیب سے محروم جدوجہد سفاکیت کے مترادف ہوتی ہے۔

پہلی آواز :۔ جدوجہد کی پشت پناہی بغیر لفاظی محض ہوا ہے۔ اپنی مٹی اور اپنے لوگوں کی طرف سے جو قرض واجب ہے شاعر کو اس کی آگہی ہونی چاہیے۔ ورنہ اس کا سب شور و غوغا گھومتے ہوئے پنکھے کی بے معنی آواز کے سوا کچھ بھی نہیں۔

دوسری آواز :۔ شاعر اپنے فرض سے غافل نہیں وہ رفتہ اور آئندہ سے آگاہ ہے لمحۂ موجود کا مطیع اور ساعت گزشتہ

کا غلام ہوئے بغیر اپنی نغمہ گری جاری رکھتا ہے۔ اس گوریلا کی مصداق جو اپنے دشمن پر بندوق تان تو سکتا ہے لیکن اُسے ہلاک نہیں کر سکتا۔ اس کی انگلی لبلبی پر ہے مگر لبلبی دبا نہیں سکتا۔ وہ اپنے حریف کو پہچان لیتا ہے جس کی بہن سے اس نے لڑکپن میں شدت سے محبت کی تھی ان موسموں میں جب خوبصورت اور لانبی دُم والے پرندے اپنی چونچوں کو پانیوں میں ڈبوتے ہیں۔

پہلی آواز:- ایسی شاعری کا کیا فائدہ
ایسے رحم کی کیا ضرورت
مختصر یہ کہ اصلی زبان بندوق اور پیغام فنا ہے
باقی سب بکواس بیل کا مُوت

تیسری آواز:- شاعر اور لفظ
سپاہی اور بندوق
جدوجہد میں دونوں کو ہمقدم اور دوش بدوش ہونے کی ضرورت ہے
اگر گذشتہ کانفرنس ہال سے باہر ایشیا، افریقہ کی

طرح تپ رہا ہے۔ یہاں لوگ سورج مکھی کے پھولوں کی طرح جھلس رہے ہیں۔ لیڈن جاتے ہوئے دونوں اطراف پر لالے کے رنگا رنگ پھول قطار اندر قطار اپنی خوشبوؤں سے مست ورقصاں وین گاف کے نام پر اپنی عقیدتیں نچھاور کر رہے ہیں۔

(یہاں کسی بندوق چلنے کی آواز فضا میں نہیں تھرتھراتی)

ادھر دور خون سے لت پت کسی جھاڑی میں ایک زخمی حریت پرست دم توڑ چکا ہے۔ اس کی نزع اور فتح دونوں کا خاتمہ ہو چکا ہے لیکن آنے والے برسوں میں اس کے زندہ بھائیوں کے انتظار میں کون ہے؟

پہلی آواز:۔ جنگ میں شاعر کو اپنے جیالوں کی جانثاری کے ترانے گانے چاہئیں۔ بس گیت کی یہی مقصدیت ہونی چاہیئے۔

دوسری آواز:۔ نہیں صرف ایسے گیت جو جنگ کا مقصد اور جواز بتائیں اس کا موضوع "یہ جنگ کس کیلئے ہے"

طرح تپ رہا ہے۔ یہاں لوگ سورج مکھی کے پھولوں کی طرح جھلس رہے ہیں۔ لیڈن جاتے ہوئے دونوں اطراف پر لالے کے رنگا رنگ پھول قطار اندر قطار اپنی خوشبوؤں سے مست ورقصاں وین گاف کے نام پر اپنی عقیدتیں نچھاور کر رہے ہیں۔

(یہاں کسی بندوق چلنے کی آواز فضا میں نہیں تھرتھراتی)

ادھر دور خون سے لت پت کسی جھاڑی میں ایک زخمی حریت پرست دم توڑ چکا ہے۔ اس کی نزع اور فتح دونوں کا خاتمہ ہو چکا ہے لیکن آنے والے برسوں میں اس کے زندہ بھائیوں کے انتظار میں کون ہے؟

پہلی آواز:۔ جنگ میں شاعر کو اپنے جیالوں کی جانثاری کے ترانے گانے چاہئیں۔ بس گیت کی یہی مقصدیت ہونی چاہیئے۔

دوسری آواز:۔ نہیں صرف ایسے گیت جو جنگ کا مقصد اور جواز بتائیں اس کا موضوع "یہ جنگ کس کیلئے ہے"

ہونا چاہیئے۔

تیسری آواز، جب ماؤ اور چے نے بندوق اٹھائی
تب شاعر اور سپاہی نے نقطہ اور گولی کو ہمزبان کر دیا۔
امیسٹرڈیم میں سیاسی تارکین وطن جب ایک دوسرے
سے جدا ہوتے ہیں تو گوریلا شاعر کا ہاتھ تپاک سے تھام لیتا ہے،

افریقہ انتظار میں ہے
گولی اور حرف کے یکجان ہونے کا
گولی اور حرف ہمزبان ہونے کا
افریقہ انتظار میں ہے

ہالینڈ کا ایک خوبصورت مقام جو گل لالہ کی افراط کے لئے مشہور ہے

آج جیل خانے میں

آج جیل خانے میں
ایک نادر شمسی ہفتے کے [illegible]
ہم قیدیوں کو ایک گیت گانے کی اجازت ہے

UrduKitab

افریقہ سلامت رہے
صرف ایک گیت
ہم آہنگی اور متانت کے ساتھ
جذبوں پر ضبط کے بند باندھ لو

سات کی تو پیچھے رکھے رہو

تیری توانا مگر استوار آوازوں میں گاتے ہیں

فریدہ تیری خیر ہو

آنکھوں کے پیچھے

دل کی گہرائیوں سے اُمڈے

نمکیلے آنسو

بے ٹھکانہ پرندے کی وحشت کی طرح

کوئی نام کوئی مقام ڈھونڈتے ہیں

جن پر قیام کر سکیں

ان کارناموں کا ذکر

جو وہ انجام دے چکے

ان مرحلوں کا تذکرہ

جن سے گزر رہے ہیں

اُن مُرادوں کی فہرست

جن کے حصول کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا ہے

آج جیل خانے میں
ہمیں ایک گیت گانے کی اجازت ہے۔

Dennis Brutus
Today in Prison

نوحہ

(ایک افریقی حریت پرست رہنما ڈیوما نوکادی کی موت پر)

میت کی رسومات کے دوران
دیوانگی کے عالم میں
اگر ہم نے یہ محسوس کیا
کہ تیری موت نے ہمیں تنہا کر دیا ہے
تو ہم یہ معمول کا ماتمی گیت
"اے چمکتے سورج
اے نیلے آسمان
ہماری نظروں سے اوجھل ہو جا"

ضرور گاہیں
لیکن اے ڈیوما
ہمارے مشکل دنوں کے شہید بیٹے
جس امن اور مساوات کے حصول کے لئے
تو زندہ رہا
اگر وہ ہمیشگی اور تسلسل کے ساتھ
ہمارے وجود میں موجود ہے
تو ہم تیری موت پر کیسے آنسو بہا سکتے ہیں
تیرا نام جس کا تعارف ہمارے خون کے چھینٹوں سے
ہو چکا ہے
وہ تیرے پیکر سے بہت پہلے
ظہور میں آچکا تھا
تاکہ ہمیں بتائے
کہ نسل پرست زانیوں
اور سونے کے دانتوں والے

زخموں کی بدبودار اور دھنسی ہوئی قبروں پر

قدم رکھتی ہوئی

مزدوری کی صبح طلوع ہو رہی ہے

ڈیوما

میری مٹی کے لال

تیرا جسم ہمیں چھوڑ گیا ہے

اور بہت جلد چھوڑ گیا ہے

بے شک

یہ ایک سرحد ہے

مگر تو نے تو ہمیں بتایا تھا

کہ سرحدیں اور سمندر

انسانوں کو جسمانی طور جدا کرتے ہیں

ورنہ ایسی جدائی

کسی دکھ کے بغیر وجود میں نہیں آتی

چی نے کہا

کہ بعض لوگ مرکر
فنا ہونے کی بجائے
دوسروں میں منتقل ہو کر
اپنی زندگی اور فتح پا لیتے ہیں

اور پھر وہ
سب ناموں میں زندگی بسر کرتے ہیں
اور یہ ایسا ہے
کہ زندگی کے لئے جہان تج دینا
زیست کو موت سے زیادہ یقینی بنا دیتا ہے
تمہارا نام بھی
ماؤں کے رحم سے زمین کی کوکھ تک
اور جانبازوں کے بازوؤں سے
مزدوروں کے ہاتھوں تک
زندگی کے دوامی تسلسل کی علامت رہے گا
اگر مردم آزار گجر و شکاری کُتے کہتے ہیں

Urdu

کہ وہ ہمیں تڑپا تڑپا کر مار دیں گے
نہیں کہنے دو
ان کے واہمے خود ان کی کھوپڑیوں میں
شگاف ڈال دیں گے

انہیں ان واہموں میں رہنے دو
وہ ہمارے سروں کے کاسے چور کر دیں گے
بجا
وہ ہماری ہڈیوں کو سرمہ بنا دیں گے
درست
مکتبوں اور عبادت گاہوں کے ذریعے
وہ ہمارے نوخیز ذہنوں کو
گمراہ بنا دیں گے
تسلیم
لیکن
ہمیں یقین ہے

کہ ہمیشہ کے لئے روتے رہنا

ہمارا مقدر نہیں

ان بے لگام درندوں کی سفاکیت
ہمیں مطیع نہیں کر پائے گی
ہم نو دمیدہ شاخیں نہیں
پھر بھی تمہاری امن پرستی اور انسان دوستی
ہمیں توانا بنائے گی
ڈیوڈ! میری مٹی کے سپوت
اس دھرتی پر ایسے وجود ہوتے ہیں
جو اپنے بعد بھی
ان گنت لوگوں میں موجود رہتے ہیں
تم ہمیشہ ہم میں زندہ رہو گے
سب نام تمہارے نام ہیں

ہمارا ایمان ہے
کہ زندگی کے لئے مرنا

UrduPhoto

زندگی کو موت سے زیادہ یقینی اور معتبر بنا دیتا ہے

اے شاعر

اسے تنہا رہنے دے

تو نے اس کی محبت کا گیت گا لیا

اگر تم پہاڑوں جیسا بوجھ ڈھوتے مزدوروں

کی مدح کرو گے

تو یہ اُنہی کی تعریف ہو گی

UrduFanz.com

اگر تم اُن کی ہمت [illegible] گے

تو یہ اُن کا قصیدہ ہو گا

اگر تم آزادی کا ترانہ گاؤ

تو یہ اُسی کا رجز ہو گا

اگر تم امن کا نغمہ سناؤ

تو یہ اُسی کا گیت ہو گا

شاعر

تم نے اُس کا نام جانے بغیر

اس کا قصیدہ پڑھا
سنو میں تمہیں اس کا نام بتاؤں
اس کا نام ایک نعرہ ہے
''افریقہ واپس آؤ''

آؤ نظمیں لکھیں

آؤ نظمیں لکھیں
خون کی مانند سرخ تر و تازہ
کنگنوں کی طرح کھنکتی ہوئی
نظمیں
جو لوگوں کو جگائیں
جن کا موضوع
زندگی ہو موت نہیں
اُمید ہو مایوسی نہیں

صبح ہو شام نہیں
تازگی ہو پژمردگی نہیں
جد و جہد ہو ہزیمت نہیں
شاعر!
لوگوں کو یقین دلاؤ
کہ خواب بھی حقیقت بن سکتے ہیں
آزادی کی بات کرو
اور رقص عنواں کی
اس کے معطر خلوت خانے کی دیواروں پر
فن پارے سجانے دو

آزادی کی بات کرو
اور لوگوں کی آنکھوں کو چھو کر
انہیں احساس دلاؤ
کہ اُن میں بے شمار ہونے کی قوت موجود ہے
وہ قوت

جو قید خانوں کی سلاخوں کو
گھاس کی بالیوں کی طرح مروڑ دیتی ہے
جو سنگِ خارا کی دیواروں کو
کانچ کی طرح ریزہ ریزہ کر دیتی ہے
شاعر
ان لوگوں کو ڈھونڈے
جو قفلوں کے دہانے کھول دیتے ہیں
اس سے پہلے
کہ آنے والے دس برسوں کو
گزرے ہوئے دس برس کھا جائیں

UrduPh

کیا میں غلط تھا

کیا میں غلط تھا
جب میں نے سوچا تھا
ہم سب کا انتقام لیں گے

کیا میں غلط تھا
جب میں نے سوچا تھا
اس لوہے کی رسی سے
جس نے نوخیز بیلوں کی گردنوں کو جکڑ رکھا تھا
انتقام لیا جائے گا

کیا میں غلط تھا

جب میں نے سوچا تھا

یہ دوسرے بڑے ہونے والے یتیم

سمندر سے اٹھیں گے

کیا میں غلط وار تھا

جب میں نے سوچا کہ

کہ اب محبت کی ضرورت نہیں

کہ اب [illegible] کی ضرورت نہیں

اب زمین پر نیکی کی ضرورت نہیں

اب قبرستان ماسکو سے

چاند کی طرف

ہاتھیوں کے پیغام بھیجنے کی ضرورت نہیں

کیا میں غلط تھا

جب فضا انبساطات میں بادلوں کی سی منفی ہنس رہا تھا

جب سمندر زندہ ہونے کی طرح دھواں چھوڑ رہا تھا

جب ہوا راکھ پر راکھ لاد رہی تھی
کیا میں غلط تھا

جب میں خون کے مینار بنا رہا تھا
کیا میں غلط تھا

جب میں سیزر کی لوٹ مار کا انتقام لے رہا تھا
کیا میں غلط تھا

جب زمین کو تانبے کی طرح تپا کر
ستاروں کی بلندیوں پر رقص کرتے ہوئے
یورپ کو اپنی تہذیب کے شعلوں سے
بھسم ہوتے دیکھ رہا تھا
امریکہ کے خود ساختہ فولادی دیوؤں کے بازوؤں کو
روئی کے گالوں کی طرح اڑتا دیکھ رہا تھا
انسانوں کو ایذا پہنچانے والوں کو
خاک ہوتے دیکھ رہا تھا

کیا میں غلط تھا

کیا میں غلط تھا

غدّار

تم کو تو ہمارے مستقبل کا خواب بننا تھا
تاکہ تم وہ سب کچھ فراہم کر سکو
جو ہم پر حرام کر دیا گیا ہے

تم کو تو ہمارے زخموں پر مرہم رکھنا تھا
تاکہ تم شکستہ استخوانوں کو جوڑ سکو

لیکن

تم نے غدّاری کی
تم نے ہمارے دشمن کو اپنا چاہنے والا منتخب کیا

تم اس کے ہمراہ
ہمارے سامنے سے ایک گناہ کی طرح گزرتے رہے
تم اپنے آبا کے قاتلوں سے بغل گیر ہوئے
تم اپنے قبیلے کے لوگوں کو تختۂ دار تک لے گئے
تم نے اپنے باپ دادا کی روحوں کا مذاق اڑایا
تم نے ہمارے بھید کمینے اجنبیوں پر ظاہر کئے
تم نے ہمارے بزرگوں کے سروں کی تضحیک کی اور
ان کے سفید بالوں کا سودا ان کے بچوں کے
سامنے کیا
وہ ہونٹ جو قدیم صداقتوں کے امین تھے
اُن پر مہریں لگا دیں
اور پھر ان کی دھنسی ہوئی آنکھوں نے تمہیں بد دعا دی
"تم سمندر کا لقمہ بنو"

[illegible]
[illegible]

پولیس مقابلہ

سرکاری ہینڈ آؤٹ

وہ نویں منزل سے کود کر مر گیا
اس نے گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کر لی
وہ فرش دھوتے ہوئے صابن کی ٹکیہ سے پھسل گیا تھا
وہ نویں منزل سے گر گیا تھا
اُس نے خود کو لٹکا دیا تھا

وہ صابن کی ٹکیہ دھوتے ہوئے فرش سے پھسل گیا تھا
وہ نویں منزل سے کود گیا تھا
فرش دھوتے وقت اُس نے خود کو چھت سے لٹکا دیا تھا

وہ نویں منزل سے پھسل گیا تھا
اس نے نویں منزل سے خود کو لٹکا دیا تھا
وہ نویں منزل سے فرش دھوتے ہوئے پھسل گیا تھا
وہ پھسلتے ہوئے صابن کی ٹکیہ سے گر گیا تھا
اس نے نویں منزل سے خود کو لٹکا دیا تھا
اس نے نویں منزل سے فرش دھویا جب وہ پھسل رہا تھا
وہ نویں منزل پر دھلائی کرتے وقت
صابن کی ٹکیہ سے لٹک گیا

In Detention

اور وہ گا رہے ہیں

جہاں سفید فام
حبشن کے رقص
آسودگی سے قدح خواری کرتے ہیں
اور باقی روز
سونا سمیٹتے ہیں
وہاں
حیرت کی بات ہے
کالے آدمی

جانوروں کی سی
کمر توڑ دینے والی مشقت کے باوجود
گیت گا رہے ہیں

پابجولاں

ریل گاڑی ایک شہر کے سٹیشن پر رُکی
میں نے کھڑکی کے کہر آلود شیشے سے باہر جھانکا
چھ آدمی مادر زاد ننگے
جن سے انسانیت کی ہر توقیر نوچ لی گئی تھی
تازہ مُنڈھی ہوئی بھیڑوں کی مانند
آگے پیچھے کھڑے تھے
بدن کو آبلہ بنا دینے والی ہوا میں
یوں منمنا رہے تھے

جیسے کہہ رہے ہوں
اے برفانی ہوا، ہم سے دور رہ
کیا تو نہیں دیکھ سکتی
کہ ہم برہنہ ہیں
ننگے پاؤں
ہتھکڑیوں میں جکڑے ہاتھ
ٹخنوں کے گرد بیڑیوں کے فولادی کڑے
وہ لنگڑاتے ہوئے
ریل کے ڈبے میں یوں داخل ہو رہے تھے
جیسے جانور
مذبح خانے کے خاص دروازے کی دہلیز پر
کسی نامعلوم خوف سے ٹھٹھک جاتے ہیں
ایک آدمی
جس کا سر آلو کی طرح منڈھا ہوا تھا
نیم وا چشمِ خوں بستہ کی مصداق

UrduPhoto

دونیم سورج کی طرف دیکھ کر

دھیمی آواز میں بولا

اچھے سورج

کیا تو میرا دل اُمید کی شعاعوں سے نہیں بھر سکے گا

اور [illegible]

ایک بار پھر منزل کی طرف روانہ ہوئی

انتقام

تمہیں کیسا لگے گا

اگر میں رات کے اندھیرے میں آؤں

اور تمہارے پہلو میں نیزہ اتار دوں

اپنے ان شہیدوں کا انتقام لینے کے لیے

جن کو تم نہیں جانتے تھے

جن کے زخم مخفی ہیں

جن کی کوئی یادگار نہیں

وہ جن کو تم نے جشن کے اوقات میں

یاد کرتے ہو

ہم ان کو نہیں بھولے
دن بدن
ہمارے انتقام کی آگ تیز
اور اس کے شعلے
تمہارے شہروں
تمہارے بچوں کے گرد
اپنا حلقہ تنگ کرتے جاتے ہیں
جو راکھ کے مینار بن کر
ہمارے انتقام کی گواہی دیں گے

Mazin Kunawi
Vengeance

عروسی

سولی نادھی
ایک ٹیلے پر اکیلا کھڑا
اپنے گھر کے آنگن پر نظریں جمائے ہے
سولی نادھی
ٹیلے پر اکیلا
ڈھلوان میں واقع اپنے گھر کو دیکھ رہا ہے
جہاں آج اس کی بیٹی کی شادی ہے
مہمان گھر کے صحن میں

دولہا اور دلہن کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں
سولی نادھی سے کچھ فاصلے پر
خفیہ پولیس کے لوگ
سفید کپڑوں میں
نگرانی کے لیے موجود ہیں
تاکہ سولی نادھی
جس پر سماجی اجتماعات میں شرکت پر بھی
پابندی ہے
اپنی اکلوتی بیٹی کی عروسی کے دن
کہیں قانون شکنی کا مرتکب نہ ہو
نیچے ڈھلوان
سولی نادھی کے گھر
مہمان
دولہا دلہن کے ساتھ کھانا کھا کر
ایک ایک کر کے

Urdunoto.com

ٹیلے کی طرف آتے ہیں
تاکہ سولی نادھی سے
تجھ مل کر رخصت ہوں
سولی نادھی"
اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی کے روز
ٹیلے پر کھڑا
اپنے گھر کو دیکھ رہا ہے
اکیلا بہت ہی اکیلا

ایک اور دن

آج کا دن بھی
بس روز ہی کی طرح کا ایک دن تھا
کوٹھڑی کا قفل کھلتا ہے
ناشتہ
دھلائی
خاکروبی
صفائی
شاخوں کی تراش خراش

تالہ بندی
کوٹھڑی
غسل
چھ بجے رات کا کھانا
تالہ بندی۔ کوٹھڑی۔ تنہائی
اگلی صبح تک
چودہ گھنٹے مقفل کوٹھڑی میں
ہر رات
صبح
ہم نے گیارہ جوار کی چھلیوں کا راتب لیا
دس اپنے لئے
ایک   کے لئے
اپنے ہاتھوں اگائی ہوئی چھلیوں کے لئے
ہم قدرے جذباتی ہو رہے تھے
آج شام کے راتب میں

پپیتے کھائیں گے
سہ پہر تک
پر سے، دو جھاڑیاں تراشیں
ہم خوش تھے کہ ہمارے بوئے ہوئے بیج
کس طرح بار آور ہو رہے ہیں
آج کا دن بھی
معمول کی طرح کا ایک دن تھا
باغ تراشی
دوپہر کا کھانا
مقفل کوٹھڑی
دھلائی۔ خاکروبی۔ صفائی
غسل
چار بجے رات کا کھانا
مگر چھ بجے سے پہلے
اُسے بلا لیا گیا

اچانک۔ غیر متوقع
کوئی ملاقاتی آیا ہے
میں نے سوچا
یہ اچھی بات بھی ہو سکتی ہے
یہ بُری بات بھی ہو سکتی ہے
وہ ملاقات کے لیے
کھانا کھائے بغیر روانہ ہو گیا
ہم نے اس کا کھانا
اس کی کوٹھڑی میں رکھ دیا
تاکہ ملاقات کے بعد کھا سکے
کوئی خوشخبری
یا کوئی منحوس اطلاع
آج کا دن بھی
عام دنوں کی طرح ایک دن تھا
رات کا کھانا

کوٹھڑی میں تالہ لگ گیا
اکیلا پن
کوٹھڑی
آئندہ چودہ گھنٹوں تک کے لئے
جب ہم کھانا کھا رہے تھے
وہ ملاقات کے کمرے میں تھا
لکڑی کا ایک صندوق نما کمرہ
جس میں طرف چار انچ کا چوکھٹا
ملاقاتی کا منہ
قیدی کا کان
ساتھ ہی ایک ساؤنڈ بکس
تاکہ قیدی اور ملاقاتی کی گفتگو
صاف طور پر ریکارڈ کی جا سکے
دو پہرہ دار قیدی کی طرف
دو پہرہ دار ملاقاتی کے قریب

UrduPage.com

اسے وہ ملاقات کا کمرہ کہتے ہیں
اس کے بھائی نے چوکھٹے میں تھوتھنی ڈال کر
اُسے بتایا
تمہارا بیٹا آج صبح مر گیا ہے
چوکھٹے سے پھر آواز آئی
تمہارا بیٹا آج صبح مر گیا ہے
جب وہ ملاقات کے بعد اپنی کوٹھڑی میں پہنچا
میرے خیال میں اس کا کھانا برف ہو چکا تھا
کوٹھڑی مقفل کر دی گئی
تنہائی
آئندہ چودہ گھنٹوں کے لئے
آج کا دن بھی
کسی عام دن کی طرح تھا

Hugh Lewin
Another day

مس

[illegible]
تو میں کسی سے کہوں گا
مجھے چھوؤ

بہت تشنگی بہت وقت سے
مجھے چھوؤ

کیونکہ میں ایک بار پھر بھول جاتا ہوں
کہ زندگی کیسے محسوس ہوتی ہے
مجھے سات برسوں سے

کسی نے نہیں چھوا

پچھلے سات برسوں سے

میں لمس کے احساس سے محروم ہوں

میں زندگی سے کٹ چکا ہوں

ان سات برسوں نے مجھے سکھا دیا ہے

نہ چھوا جانا کیا ہوتا ہے

چھوا جانا کیا ہوتا ہے

نہیں لیکن نہیں

جن چیزوں نے مجھے چھوا

مجھے یاد ہیں

میں انگلیوں پر گن سکتا ہوں

وہ تھے

جو ابتدا میں مجھ پر برستے تھے

تیز تیز مسلسل

پانی خوب پانی

آخر میں چیخ اُٹھا تھا
نہیں، خدا کے لئے مجھے مت چھو!

* * *

پہلے چار برسوں تک
ہر روز تلاشی لینے والے پہرہ داروں کے ہاتھ
متجسس۔ تھپتھپاتے ہوئے ہاتھ
بازو اٹھاؤ

بوٹ اتارو
دونوں ٹانگیں کھول دو
بہت مہارت سے
بوجھل۔ بے حس۔ لاتعلق
جسم کے تمام پوشیدہ حصّے ٹٹولتے ہوئے ہاتھ
میں سمٹے اور جاسوس ہاتھ نہیں چاہتا
میں دوبارہ چھوا جانا چاہتا ہوں
کچھ اس طرح

کہ مجھے محسوس ہو
میں زندہ ہوں
میرا مطلب ہے جب میں یہاں سے نکلوں
تو کہوں۔ یہ میں ہوں۔
مجھے چھُو کر دیکھو

پھانسی

(جنوبی افریقہ کے ایک جیلر نے کہا ہمارے ہاں مجرموں کو

موت کی سزا دینے کے لئے نہایت مہذب اور انسانی طریقہ ہے)

میں ایک مرتبہ
ایک شخص سے مِلا
جس کی موت
نہایت "مہذب طریقے" سے واقع ہونے والی تھی
اُسے آخری مُلاقات کے
مُلاقات کے کمرے میں لے جایا جا رہا تھا
وہ سر اُٹھائے اُوپر کی طرف دیکھ رہا تھا

جہاں ایک دھوپ کا ٹکڑا پڑ رہا تھا۔
جب ہم ایک دوسرے سے ٹکرائے
تو اس نے سر نیچا کر کے
میری طرف دیکھا
مسکراتے ہوئے اس نے نہایت ملائمت سے کہا
"معاف کیجئے"
اور مجھے عجیب ناآسودگی میں چھوڑ گیا
وہ موت کی سزا پانے والوں کے خاکی رنگ
کے مخصوص کپڑوں میں تھا

بغیر بٹنوں
بغیر تسموں
بغیر پیٹی کے
فقط حفظ ماتقدم کے طور پر
تاکہ وہ "مہذب طریقے" سے مرنے کی بجائے
خود کو لٹکا نہ دے

تمام ممکنہ احتیاطیں
تاکہ وہ خودکشی نہ کرے
دوسری صبح وہ اسے لینے آئے
یہ ایک بڑی گرمی کا دن تھا
سورج نکل چکا تھا
اور تمازت بڑھ رہی تھی
وہ پانچ بجے صبح پہنچے
ایک منصف
دو فوجی لیفٹیننٹ
تین محافظ
اور پانچ علاقائی نائب محافظ
جن کے پاس چابیوں کے گچھے تھے،
تمام پرسکون اور چوکنے
ان کے ساتھ ہی
ایک کمانڈر

ایک ڈاکٹر
اور ایک پادری بھی تھا
(پادری کو صرف دہرے دروازے تک آنے کی اجازت تھی
جہاں وہ بے بسی سے صرف دعائیں پڑھ رہا تھا جب کہ
باقی کے سب مجرم کی رہنمائی کرتے ہوئے دہرے دروازے
سے آگے بڑھ گئے۔)
دھوپ کا ٹکڑا بند کھڑکیوں کے راستے سے کمرے
میں اتر رہا تھا
وہ سب کے سب خوش خلق تھے
سب کے سب کچھ بڑبڑا رہے تھے
اس نے اپنا سر پیچھے کی طرف جھکایا
اس کے ہونٹ خشک تھے
جس وقت اس کے سر اور چہرے پر نقاب
ڈالا جا رہا تھا
اس نے سیکشن وارڈر کا ہاتھ سہلایا

ہر کوئی چپ چاپ
بُت بنا دیکھ رہا تھا
بالکل اس طرح جیسے
اس ساری کارروائی میں
اُن کا کوئی حصہ نہ ہو
سب اس طرح پُرسکون تھے
جیسے کوئی عام جگہ تھی
سب جانے پہچانے چہرے اور وہ وہاں تھیں
جیسے (کسی عبادت گاہ میں) بلند آواز میں بولنے کے خواہشمند ہوں
اس کے دونوں پاؤں کو تختے کی لکیروں کے مخصوص
ٹکڑے پر جوڑ دیا گیا
اس نے اپنے نقاب پوش سر کو
کسی متوقع آواز کو سننے کیلئے ایک طرف کو جنبش دی
جب اچانک تختہ کھسکا
جھٹکا

گلے میں پھندے کی گرفت سخت ہو گئی
اور سخت ہو گئی
اور وہ لٹک گیا
بیس منٹ تک اس کے جسم کو لٹکنے کیلئے چھوڑ دیا گیا
تا آنکہ
ڈاکٹر نے
آخری
قطعی
اور سرکاری اعلان کیا
ختم
اب لاش کو اتار دو

Hugh Lewin
Hang

مجھے یاد کرنا

مجھے یاد کرنا

جب لاجوردی آسمان
دُکھ سے آہیں بھرے

اور مٹیالے پیلے ہونٹوں کی جُنبش
میری موجودگی کا احساس دلائے
مجھے یاد کرنا

جب میرے وطن کے میدانوں کا سبزہ
میرے گہرے زخموں پر

اپنی چادر ڈال کر
میرے اندر
جی اُٹھنے کی خواہش کا شعلہ
بیدار کرے
جہاں سنسناتی ہوئی
گولیاں
ہمیں آزادی کی صبح سے
قریب تر کردے
مجھے یاد کرنا

Remember me

آس

رات کے سُرخ انگارے
غلامی کی مار کھاتے ہوئے
ہمارے یخ بستہ دلوں کو
خطرے کا اشارہ دے رہے ہیں
رات کی سیاہی میں
انگار آنکھیں چمک رہی ہیں
ہماری زندگیاں
کتنی ہی اذیتوں کے سایوں میں لپٹی ہوئی ہیں

مگر ہماری فطری انسانی امید

مزاحمت

در نبرد زندگی کے لئے

ہمیں نئے در آگے

بڑھائے جا رہی ہے

میں انتظار کروں گا

میں نے بارہا
بھوک کا ذائقہ چکھا ہے
بالکل اسی طرح
جیسے منہ میں ریت بھر جائے
اور شعلوں جیسے آنسو رویا ہوں
جنہوں نے میری پلکوں کو چاٹ لیا ہے
اور وہ سب کچھ دھندلا دیا ہے
جسے میں دیکھنا چاہتا ہوں
لیکن آہ ہمیشہ

آج اور کل
ہر لمحہ ہر جگہ
جہاں بھی میں رہا ہوں
مسرت
بالکل ایک خوشگوار منظر کی طرح
میرے وجود کے سامنے کے راستوں میں
پھیلی ہوئی ہے
میرے رگ وپے میں
چاندی جیسے چمکیلے دریاؤں کی طرح رواں دواں ہے
اور اب مجھ پر کھلا
کہ میں اتنا لبریز ہو کر بھی
کتنا پیاسا ہوں
میں انتظار کروں گا
میں انتظار کروں گا

کتبہ

(احمد ناموں اور دوسرے شہید ساتھیوں کیلئے)

اُن کی فتح یہی تھی
جب اُس کا گرنا
کانٹے میں لٹکی ہوئی مچھلی کی طرح تھا
چار روز بعد
اس کے باپ سے کہا گیا
جاؤ مسجد میں دعا کرو
تمہارے بیٹے نے جان دے دی ہے
وہ کھڑکی سے کود گیا تھا

ہم نے اُسے ایک بل پرڈ دیا ہے
۱۹۰۶ء میں سوجی بھی اسی جگہ سے کودا تھا
احمد کو انہوں نے بتایا
۱۹۰۴ء میں سوجی بھی تمہاری طرح کچھ بتانے سے انکاری تھا اور
پھر سات منزلہ عمارت کی کھڑکی سے کود کر مر گیا تھا۔
مصنوعی ہنسی ہنستے
اور ایک دوسرے کو مکارانہ شرارت سے آنکھیں مٹکاتے ہوئے
وہ اُسے تین منزلیں اور اوپر لے گئے
کیا تمہیں یہاں سے شہر کا نظارا اچھا لگتا ہے
تم گفتگو کرنا پسند کرو گے
پھر تم تو ہمارے لیے بہت قیمتی ہو۔ انعامی شکار
تم گفتگو کرو گے
یا اس بلندی سے کود جانے کو فوقیت دو گے
آنکس سے اس کے سر کو چھیدنے کے باوجود بھی
جب اس کی مزاحمتی خاموشی برقرار رہی

Urdunoao.com

تو اُن کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا
اور گینگسٹر کے سے طیش میں آ کر
انہوں نے اُسے
سر کے بل۔ دسویں منزل سے نیچے پھینک دیا
تاکہ اس کے سر کے زخموں پر پردہ ڈالا جا سکے
جو آنکڑے دار سلاخ سے آئے تھے
وہ اس "چھلانگ" کا تذکرہ
اولمپک کے کسی کھیل کی طرح خوش مزاجی سے
کر رہے تھے
ہم کبھی بھی طاقت کا استعمال نہیں کرتے
کچھ لوگ خود کو لٹکا دیتے ہیں
کچھ صابن پر سے پھسل جاتے ہیں
لیکن اس نے کود کر مرنا پسند کیا
(پولیس کے نمائندے نے پریس کے سامنے جیل میں قیدی
وت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا)

ہم کسی کو دھمکاتے نہیں
ہم کسی پر تشدد نہیں کرتے
ہم فرض کر لیتے ہیں
کہ کوئی بھی مجرم تفتیش کے دوران
فرار ہونے کی کوشش نہیں کرے گا
کوئی نہیں
کوئی نہیں
کوئی بھی نہیں
اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے
سب مرنے والوں کے لئے ایک ہی کتبہ کی تحریر لکھی۔

ہم جانتے ہیں
حریت پسندوں کو تشدد کی دھمکی دی جاتی ہے
تو وہ اپنے ساتھیوں کا نام بتانے کی بجائے
خودکشی کر لیتے ہیں
انہیں سکھایا جاتا ہے

کہ تفتیش کے آغاز ہی میں
کھڑکی سے کود جایا کرو

ہم کون ہیں

(ایک افریقی کی موت پر جو پولیس کی بلا جواز فائرنگ سے ہلاک ہوا تھا)

ہم کون ہیں
شہید یا غازی
جب ہم نے کوئی جنگ ہی نہیں لڑی
صرف ایک بیمار ریاست کی کشتہ مخلوق
گوناگوں ناسوروں کے انبار
جو نفرت کی بارشوں میں
نمو پاتے ہیں
ہم رزمگاہ میں نہیں اترتے
نہ ہی

کسی میدان میں نبرد آزما ہوتے
تاکہ تاریخ کی فرسودہ دستاویز سے
خود کو منسوب کر سکیں

ہم وہ قیدی تھے
جو اندھی راتوں میں مارے گئے
ہماری موتیں
"اتفاقیہ یا حادثہ" واقع ہوئیں
اس کے باوجود
جب کل شہیدوں کے نام پکارے جائیں گے
جنہوں نے ہماری سرزمین کو آزاد کرانے میں
اپنی جانیں قربان کیں
تو بغیر کسی حیرت اور تامل کے
وہ گمنام اور نہتے ساتھی بھی
ان جاں نثار جوانوں کی فہرست میں ہوں گے
جنہیں لوگ عقیدتوں کے خراج پیش کریں گے

اپنی زمین کے مستحق بیٹے

ہمارے بچوں کے پھولے ہوئے پیٹ
جن کا نمایاں اُبھار
نظرانداز نہیں کیا جا سکتا
نہایت بیچارگی سے
توجہ کی بھیک مانگتے ہیں
تابوت ساز

اور

قبر فروش

UrduPho

انہیں دیکھ کر
منافقانہ ہنسی ہنستے ہیں

ہر دن
ہمارا مرنا
ہمارا ماتم کرنا
ہماری زندگی بن چکا ہے
جب بھی منافع کے بٹوارے میں
ذرا سی سکڑن کا
اندیشہ ہو
فصل اُٹھانے والے اجنبی
وحشیوں کی طرح
ہم پر کوڑے برساتے ہیں
ہمارے سمندروں کی ہوائیں
ہمیں اپنے غیر فطری ماحول کا
احساس دلانے کے لئے

ہمارے کانوں میں
شدت سے شوکتی ہیں
ہمارے ساحلوں کی ریت
ہماری خود کوری کو
ستانے کے لئے
ہماری آنکھوں میں
طنزیہ رقص کرتی ہے
مگر اپنی زمین کے مستحق بیٹے
ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے
اپنے وجود کو
نہیں دیکھ سکتے

نفرت کی بو

میری زبان دیکھو

دھو

میری آنکھوں میں

میرے تیوروں کی گہرائیوں میں

کوئی بے یقینی کوئی خوف نہیں

مجھ

وہ تمام خوبصورتی ہے

جو ملنے سے پہلے

کڑ دُں سے بوجھل آسمانوں میں
نظر آتی ہے
ُن میں
تہہ بہ تہہ
نفرت کی سُرخ تمتماہٹ
دکھائی دے گی
میرے کاپے اور مضبوط ہاتھوں کو دیکھو
جن میں
تمہارے نرخرے کو پھاڑ کر
تمہاری آنتیں تمہارے اندر کا سب کچھ
ُندگی کے ڈھیر پر پھینکنے کے ارادے سے
کپکپاہٹ اور رعشہ آگیا ہے
اس کے لئے مجھے
بڑے بڑے ناخون پالنے کی ضرورت نہیں
کہ تم نے خود ہی

میرے اندر
لازوال نفرت کو
پروان چڑھایا ہے
میرے منہ کو دیکھو
اس کی لکیریں
میرے دل پر پڑی ہوئی خراشوں کا
عکس ہیں
یہ میری جاوداں مزاحمت
اور تمہیں شکست دینے کا
عہد نامہ ہیں
میرے ماتھے کی نالیوں جیسی گہری لکیروں سے
بل کھاتا ہوا پسینہ
زمین کو اس طرح داغ داغ کر دے گا
جیسے بے بسی میں
غصے کے کڑوے آنسوؤں سے

UrduPho

ہمارے دل زخم زخم ہیں
مجھے ابھی تک
سکول جاتے ہوئے
نوعمر سیہ فام بچوں کے خون کے فوارے یاد ہیں
جن کے قدموں کی آوازوں کو
گرد سے اٹی ہوئی گلیاں
اب کبھی نہ سن پائیں گے
میری آنکھوں کے گوشوں کی سلوٹیں
اپنی موجودہ حالت پر ٹھہری رہیں گی
اس شرمناک منظر کو اوجھل ہونے سے بچانے کے لئے
جب تمہاری گولیوں کی بوچھاڑ سے
خوفزدہ ہوکر
دس اور بارہ برس کے نوعمر بچے
کوڑے کے ڈبوں کے ڈھکنوں کے پیچھے
پناہ لیتے وقت

چھلنی ہو ہو کر گر رہے تھے
اس روز میں پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا
اور میری آنکھیں
جب سے کھلی ہیں
اور ان کی سوئیں
جب سے
اسی زاویے پر ٹھہر گئی ہیں
تاکہ تم انہیں
اس وقت تک نہ جھٹکا سکو
جب تک
میں ان شہید بچوں کا
انتقام نہ لے لوں

راستہ

اے مائی کے لال
اپنی منزل کا تعین خود کر
اس راستے سے گزر جا
مانا کہ تلوار کی دھار
شیروں پر سوار ہو
اور ان کے ایالوں پر
اپنی گرفت مضبوط رکھ
اپنے کندھوں کو اٹھا کر چل

آسمان تمہاری راہیں
روشن رکھیں گے
اور خاردار جھاڑیوں سے اٹھتی ہوئی
آوازوں کی گونج
تیری رہنمائی کرے گی

لوتھی کوٹین منڈیلا اور سیول
اسی راستے پر چلتے تھے
سرکنڈوں کو پیچھے دھکیلتا
کانٹوں کو روندتا چلا چل

تمہارے ابروؤں پر
فرض کا بوجھ
اور پیٹھ پر مقدس جُوآ
تمہارے ایذا رسیدہ
لوگوں کے دلوں کا مرہم

UrduPh

در آزدی کا
بیج بنے گا

از قبہ پیش کا کمتریں سے

شہید درمقید رضا

اے یادِ وطن

اے یادِ وطن

میں تجھے اگر تکلیف دہ سمجھتا ہوں

تو اس لیے نہیں

کہ تو میرے دل کو چیر کر

خواہشوں کے ٹکڑوں میں تبدیل کر دیتی ہے

بلکہ اس خواہش کے سبب

کہ میں اپنے ہموطنوں کا نجات دہندہ بنوں

اِدھر

میری زمین پر
انسانوں کو کچلا جا رہا ہے
پھولوں سے بچوں کو مسلا جا رہا ہے
بڑی بوڑھیوں کو پیسا جا رہا ہے
تاکہ وہ کھاد بن سکیں
گلیاں خون کے تالاب ہیں
جہاں لوگوں کو چیر کر
دو نیم کر دیا جاتا ہے
وہاں
روحیں زنجیروں میں جکڑی
اور جسم پنجروں میں بند ہیں
صرف چمڑی اور ہڈی والی کلائیوں پر
ہتھکڑیوں کے زخم ہیں
ان کے بدن
کل پرزوں میں کس دیے جاتے ہیں

تاکہ
ان کے وجود سے
بھوک کی اذیت
سوچ کا کرب
بے چھت کے گھروں پر
طوفان کی یورش کا اندیشہ
اور مارے جانے والے
عزیزوں کا ماتم
خون کے ساتھ نچوڑ دیا جائے
یہ نقشے ہیں
جو میرے دکھ کو افزوں کرتے ہیں
یہ منظر ہیں
جو میرے جسم میں شگاف ڈالتے ہیں
یہ تصور ہیں
جو کیڑوں کی طرح

میرے وجود کو تڑخا کر
ایذا پسندی کے زیج کو
خوراک مہیا کرتے ہیں
اے یادِ وطن
اے ماضی کے خیال
بس اسی لیے
تو تکلیف دہ ہے

Rebecca Mathlou

Nostalgia

منڈیلا

جنوبی افریقہ کا سیاہ فام رہنما جسے سفید فام حکومت نے عمر قید کی سزا دی ہے
وہ ۲۲، برس جیل میں گزر چکا ہے مگر مشروط آزادی سے انکاری ہے

منڈیلا
تم اُن کے لئے
صرف ۴۶۶/۶۴ نمبر ہو
جو اس جزیرے کی زمین پر
قلبہ رانی اور روشیں صاف کرتا ہے
مگر تم ایک قوت ہو
ایک استقامت ہو
اور اپنے بیٹوں کی شریانوں میں

جاری وساری ہو
جو تمہاری زمین کے لئے
جنگ لڑ رہے ہیں
ہاں
اپنے ہاتھوں میں بیلچے کو مضبوطی سے تھامے
اپنی مٹی کے لئے
کھیتوں میں مشقت کرتے رہو
اپنے دوسرے کئی بھائی بہنوں
بیٹوں اور بیٹیوں کی طرح
جو افریقہ کی زمین کو
اپنی سخت کوشی کے پسینے سے سینچتے ہیں
یہ زمیں ہماری ہے
ہمیں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا
جب تک افریقہ ہمارے پاس واپس نہیں آتا

میری ہزاروں آوازیں ہیں

میری ہزاروں آوازیں ہیں
میں تمہیں وہاں سے پکاروں گا
جہاں سورج ڈوبتا ہے
میں تمہیں ان شاخوں سے آواز دوں گا
جو ہوا کا آنچل تھام کر ناچتی ہیں
تم نہ ختم ہونے والی متاع ہو
جو نسلوں کے ہونٹوں سے گاتی ہے
تم ایک سرسبز تنا ہو

جس کی ہری بھری شاخیں
جھیل میں اتری ہوئی ہیں
جنہیں درخت کاٹنے والا
بے سود ذبح کر جاتا ہے
کہ بہار کے ساتھ ہی
ان میں زندگی کا تازہ خون
موج مارنے لگتا ہے
نئی کونپلیں پھر پھوٹ نکلتی ہیں
اور شاخیں جب پھلوں سے لد جاتی ہیں
تو قاتل
اپنے کلہاڑے اور تبر لے کر پھر آتا ہے
یہ سوچ کر
کہ یہ ہمیشہ کے لئے بانجھ ہو جائیں
وہ تمام پھلوں کو ہڑپ کر جاتا ہے
اس خوش فہمی میں

کہ اب ان پر بور نہیں آئے گا
لیکن نئے موسموں میں
نئی کونپلیں پھر پھوٹ نکلتی ہیں

[illegible] Kazim
Ahmadpur

پسِ مرگ

وہ لاشوں پر نمبر لکھ دیتے ہیں
نعش خانے کے نمبر
ماتھوں کی قطاریں
چہروں کا جنگل
خاردار آنکھوں کے نیچے
کبھی ان کے ماتھوں کے پیچھے
دماغ دھڑکا کرتے تھے
جن کی دھڑکن

ایک للکار تھی
طاقت عوام کی ہے
مبارزت کا نعرہ
ابھی بھی گونج رہا ہے
بچوں کے جلے ہوئے سکوں کے خاکستر سے
اٹھتا ہوا نعرہ
معصوم ہونٹوں سے پھوٹ کر
بزرگوں کے ذہنوں سے
اٹھتا ہوا نعرہ
کانوں
کارخانوں
اور کھیتوں کے حلقوم سے اٹھتا ہوا نعرہ
خوشنما پرندے کے گلے سے اٹھتا ہوا نعرہ
اس کٹھالی سے
اُس بھٹی سے

چنگاری کی طرح

اڑتا ناچتا چکراتا ہوا

تندی سے
لوہے کی سلاخ کی مانند
سرخ گرم ہوا میں جذب ہو جاتا ہے
یہ سویٹو کے انگار ہیں
جو گوگولیٹو کے دل کو آتش فشاں کر رہے ہیں
جو بوں ٹو بول کے پھولوں کی طرح آتشیں ہیں

سنو
دہکتے ہوئے انگاروں کو چھوتی ہوئی
مجاہد بچے کی آواز
گرتے ہوئے بچے کی آواز

سنو

اے ماں

اے بابا
اے بچو
اے لوگو
آزادی کی توپ داغی جا رہی ہے
"مرتے ہوئے بچے کے ہونٹوں پر
نعرہ سوکھ جاتا ہے"

A N C Kumalo
Embers of Soweto

ہم ملیں گے

(ڈیوب، شیرو اور ہر شہید ساتھی کے نام)

ہم ملیں گے
ڈیوب اور شیرو
اور اے ہر شہید ساتھی!
پہاڑی کی چوٹی پر
ہم ملیں گے
ڈیوب اور شیرو
لڑنے والے سپوتوں کے سینوں میں

بمباتھا کا دل دھڑک رہا ہے
ڈیوب ادر ٹیرو
ستھوں کے بچے بیٹوں کے سینوں میں
بمباتھا کا دل دھڑک رہا ہے
کوئی کوڑا
کوئی بیڑی
کسی بم کی دہشت
کوئی گولی
کوئی خوں آلود صلیب
کوئی گرجتی ہوئی توپ
بمباتھا کے دل کو
جو ڈیوب ادر ٹیرو
اور ہر کالے بچے کے سینے میں دھڑک رہا ہے
مطیع نہیں کر سکتی
ہم کبھی نہیں جھکیں گے

ہم کبھی تذبذب کا شکار نہیں ہونگے
ہم کبھی چین سے نہیں بیٹھیں گے
مکافات سے پہلے
انتقام سے پہلے
مردو بڑھو
عورتو بڑھو
اپنے ان ساتھیوں کی لاٹھیاں
مضبوطی سے تھام لو
جو رزمگاہ میں مارے گئے
جو شہید ہو گئے

— —

ہم ڈیوب اور ٹیرو

اور

ہر شہید ساتھی سے
پہاڑ کی چوٹی پر ملیں گے

پہاڑ کی چوٹی پر ملیں گے
جب قوم آزاد ہو گی

١۔ بمباتھا۔ جنوبی افریقہ کا سیاہ فام دہقان جسے بغاوت کے الزام میں
قتل کر دیا گیا تھا۔

٢۔ جان ڈولوبے۔ نیشنل کانگریس آف افریقہ کا شہید لیڈر تھا

٣۔ ابراہیم شیدو۔ نوجوان طالب علم دہشنا جو مارچ ١٩٧٢ء
زاد ہو گیا تھا لیکن سفید فام پولیس نے اسے ایک پارسل بم کے ذریعے
ہلاک کر دیا تھا۔

The spirit of Bambatha

جنگ کے بعد کا پہلا دن

ہم نے ایک نغمہ سنا
جیسے کہیں سے شادی کا جلوس آ رہا ہو
شہنائیاں بج رہی ہوں
ہم نے ایک ملائم روشنی دیکھی
جو شبنمی گھاس کی روشوں سے لپٹ رہی تھی
شروع میں کچھ تامل تھا
پھر ہم نے دوشیزہ کے قدموں کے نشان دیکھے
پھر آہستہ آہستہ

دھندلکوں سے ابھرتا ہوا

اس کا خوبصورت چہرہ

اور پھر آزادی کی چمک لیے ہوئے

اس کی تابندہ آنکھیں

وہ ایک مسکراہٹ کے ساتھ جاگی

اور بولی

آج کون سا دن ہے جو، یہ تک آگیا ہے

ہم نے اسے بتایا

کہ آج جنگ کے بعد کا پہلا دن ہے

پھر کسی بات کا انتظار کیے بغیر

ہم کھلے میدانوں کی طرف بھاگے

نعرے لگاتے ہوئے

ہجوم در ہجوم

پہاڑوں اور پگڈنڈیوں پر پھیل گئے

اور دنیا بھر کے لوگوں کو پکارنے لگے

ہم نے ایک بوڑھے بابا کو جھنجھوڑ کر
جشن منانے کا مطالبہ کیا

ہم نے نئے موسم کے ،
تمام دلہن پھل مانگے

ہم نے آبشاروں کے پار
آوازیں دیں

اور پھر دنیا کے ہر ٹکڑے سے
لوٹ آگئے

یہ امن اور محبت کا پہلا دن تھا

ہم نے دیکھا
کہ ہمارے آبا کے سائے
اپنے سروں کو اور اونچا کیے

چل رہے ہیں

لوگ کہتے ہیں

لوگ کہتے ہیں

ابھی ابھی سب نے دیکھا

یہاں آٹھ برس کی

ایک گڑیا جیسی بچی تھی

اس کے بال

نوکدار چوٹیوں میں گندھے تھے

اس نے معصومیت سے

(پولیس کو)

UrduPhoto

[illegible]

اس کے بعد

دیکھنے والوں نے دیکھا

ننھی سی سرخی پھیلی سی

کچھ گوشت کے لوتھڑے

کچھ پھڑپھڑاتے ہوئے

رنگدار چیتھڑے

زمین پر بکھرے پڑے تھے

جہاں ابھی

یہاں پھولدار ننھے کپڑوں میں

ایک گڑیا جیسی بچی تھی

ابھی ابھی ----

لوگ کہتے ہیں

Thomas [illegible]

[There was a girl]

آزادی کے لئے بحث

[illegible]

مرے ہوؤں نے

ہارے ہوؤں نے

زندگی کا ذائقہ دیتی

سوچیں

یہ ہتھیار ہمارے پُرکھوں کے ہاتھ کے بنے ہوئے

یہ ہمارے ہیں

ان ہتھیاروں نے

کئی مرتبہ
دشمن کا گھیرا توڑا تھا
پھر کیوں نہ ہمارے بچے
ہماری آوازوں کے ساتھ جئیں
ہمارے ڈراؤنے خوابوں کے بھرپورپن
کے ساتھ جئیں
انہیں چاہیے
کہ وہ ہمیں پہاڑوں پر دفن کریں
تاکہ ہمارا مارے پھرنا
ان کی یاد سے نہ اترے
غروب آفتاب
ہماری جوانی چرائے لئے جا رہا ہے
اب ہمیں رخصت ہو جانا چاہیے
ہمیں قاتل پرندے کے پیچھے پیچھے جانا چاہیے
نیند

Urdu

دہشت ناک نیند سو جائیں
اور ہمارے بچوں کے بچے
ہم سے آنے والے جشن کا خواب
ترکے میں لیں

ہم جو اپنے سروں پر
باز کو منڈلاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں
ہم جو موت کی تیز بساند
سونگھ چکے ہیں

ہم جنہوں نے
اپنے ساتھیوں کے جسموں سے
گدھوں کو گوشت نوچتے دیکھا ہے
ہم تمہارے لئے
صبح کی شعاعیں

ورثے میں چھوڑتے ہیں

ناتمام مسافت

نہیں

ہمیں اس رستے سے نہیں لوٹنا

کہیں ایسا نہ ہو

کہ پھر

ہم اپنے ہی سایوں کے روبرو ہو جائیں

کہیں ایسا نہ ہو

کہ ہمارے کانوں کے پردے

اپنی ہی اداسی کی گونج سے پھٹ جائیں

نہیں
ہمیں ہتھیار نہیں ڈالنے
چاہیے یہ سلسلہ
کیسا ہی لامتناہی کیوں نہ ہو
اور ہمارے پاؤں کو
شام کا راستہ
خستگی سے چور کر دے
ہمیں رات سے
بڑے خوابوں کی تخلیق
کا کام لینا ہوگا
تاکہ آنے والے دن کو
ہم نشانِ راہ بنا سکیں
ہمارے اطراف میں
مہکتے ہوئے پھولوں کی
مزید افزائش ہونی چاہیئے

درختوں میں لگے پھل
تازہ پتوں میں جذب ہو جائیں
دگرنہ بعد میں
سڑے ہوئے
رگ و ریشے کے سوا
کیا رہ جائے گا
ہمارے سفر کی ابتدا
یہاں سے ہو
جو آفاق کی حد تک پھیل جائے
جہاں ہمارا ملاپ
اپنے بچھڑے ہوئے ہمزادوں سے ہوگا
تاکہ ہم انہیں
ایفائے عہد کی نوید دے سکیں
تاکہ وہ سورج کی

آخری پہاڑی کو سر کر سکیں

لاریب

ایسے معجزوں سے

ہماری فتح یقینی ہے

[illegible] ۱۹۳۰ء میں بنبرگ میں پیدا
ہوا لیکن جنوبی افریقہ کی بجائے افریقہ میں مقیم ہے۔ اس کی
نظمیں مختلف بین الاقوامی ماہناموں میں شائع ہوتی رہی ہیں
نیشنل افریقن کانگریس سے تعلق رکھتا ہے۔

[illegible] ۱۹۲۹ء میں مشرقی ٹرانسوال
میں پیدا ہوا۔ دہشت پسندی کے الزام میں سات سال جیل
میں گزارنے کے بعد لندن آگیا جہاں وہ تحریر و تصنیف میں
مصروف ہے۔

[illegible] ء میں جنوبی افریقہ میں پیدا
ہوئی۔ دو مرتبہ جیل کاٹنے کے بعد وہ ۱۹۷۷ء میں لندن آگئیں
افریقی نیشنل کانگریس کی رکن ہیں۔

[illegible] ۱۹۴۵ء میں کوئینز ٹاؤن میں
پیدا ہوا۔ زیر زمین سرگرمیوں کی بنا پر پانچ برس قید کاٹنے
کے بعد ۱۹۷۰ء میں برطانیہ آگیا جہاں اس نے آکسفورڈ سے
یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد لیورپول میں بطور
ایک ماہر تعلیم کام کر رہا ہے۔ اس کے ڈراموں مختصر افسانوں

اور شاعری کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ قید کے زمانے میں اس نے شاعری کا آغاز کیا تھا۔

Barry Feinberg ۱۹۳۸ء میں

میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۰ء سے برطانیہ میں مقیم ہیں ان کی نظمیں مختلف جرائد اور شعری انتخابوں میں شائع اور شامل ہو چکی ہیں مختلف زبانوں میں ان کی نظمیں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ افریقن نیشنل کانگریس کے رکن بھی ہیں۔

Mazisi Kuvene پیدائش ۱۹۳۰ء شہر ڈربن سے

تعلق رکھتے ہیں ۱۹۵۹ء سے جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں لاتعداد رسالوں میں ان کی نظمیں شائع اور افریقی شاعری کے بہت سے انتخابوں میں شامل ہو چکی ہیں۔

لاس انجلس (امریکہ) کی کیلیفورنیا یونیورسٹی میں افریقی ادب کے پروفیسر ہیں۔

Keorapetse Kgositsile پیدائش ۱۹۳۸ء

(جوہنزبرگ) ۱۹۶۱ء سے جلاوطن ہیں۔ آجکل دارالسلام میں قیام پذیر ہیں اور تنزانیہ یونیورسٹی میں ادب کے استاد ہیں۔ ان کے چار شعری مجموعے امریکہ سے شائع ہو چکے ہیں اور جدید

افریقی شاعری کا انتخاب مرتب کر رہے ہیں۔ افریقی نیشنل کانگریس کے رکن ہیں۔

Dennis Brutus پیدائش ۱۹۲۴ء زمبابوے میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں جنوبی افریقہ سے ہجرت کر کے لندن آگئے۔ اٹھارہ ماہ تک قید بامشقت اور ایک برس تک خانہ بندی کے بعد برطانیہ آگئے۔ ان کی پہلی کتاب ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی تھی اس کے علاوہ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں وہ جنوبی افریقہ کے غیر نسلی کھیلوں کی کمیٹی کے سربراہ تھے۔ آجکل یونیورسٹی میں انگریزی ادب کے استاد ہیں۔

[illegible] ۱۹۵۱ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۶ء میں گرفتار ہوئے۔ ان پر دہشت پسندی کے الزامات تھے، ۱۹ میں جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ اور افریقی نیشنل کانگریس میں شمولیت اختیار کرلی۔

ان کی نظمیں مختلف رسائل میں شائع ہوتی رہی ہیں۔

Victor Motapanyan: پیدائش ۱۹۴۲ء ہنزبرگ

۱۹۶۵ء میں جنوبی افریقہ سے فرار ہو کر ماسکو سٹیٹ یونیورسٹی سے ایم اے فلاسفی کی ڈگری حاصل کی۔ اے این سی کے ممبر ہیں۔ بہت سے رسائل میں ان کی نظمیں شائع ہو چکی ہیں۔

Oswald Mtshali

پیدائش ۱۹۴۰ء جنوبی افریقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آجکل امریکہ میں قیام پذیر ہیں۔ ان کی پہلی کتاب ۱۹۷۱ء میں شائع ہوئی ان کی نظمیں بہت سے انتخابوں میں شامل ہیں۔

Christopher Vanwyk پیدائش ۱۹۵۱ء جوہنزبرگ۔

آجکل بطور صحافی کام کر رہے ہیں۔ پہلا مجموعہ کلام ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا۔

Urdu[illegible]oto.co